مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

قادیانیت آغا شورش کاشمیری کی شاعری کے آئینہ میں

آغا شورش کاشمیریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جانثار رفقا میں سے تھے۔ آپ ایک ممتاز خطیب، سیاستدان، حق گو صحافی اور قادر الکلام شاعر تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خاں سے بہت فیض پایا اور اُن کے بیسیوں علمی کمالات اپنے اندر منتقل کیے۔ قادیانیت کا تعاقب مجلس احرارِ اسلام کے خمیر میں شامل ہے۔ اس کا بے ساختہ اعتراف جسٹس منیر نے اپنی بدنام زمانہ انکوائری رپورٹ میں بھی کیا ہے۔ آغا شورش بھی مجلس احرارِ اسلام کے ساختہ پرداختہ تھے۔ آپ نے ہفت روزہ چٹان کو اس کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ آپ نے نثر و نظم میں قادیانی عقائد، قادیانی رہنماؤں اور کارکنان کے کردار کا بڑی جراءت سے محاسبہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ مولانا ظفر علی خاں کے صحیح جانشین تھے۔ کاش کہ محبوب کی زلف و رخسار کے تذکرہ میں اپنی زندگیاں صرف کرنے والے نام ور شعرا اس طرف متوجہ ہوں تو بے شمار مسلمانوں کا اور خود ان کا بھی بھلا ہوگا، شاعری میں قادیانی تعاقب کا یہ زرّیں سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ شورش کاشمیری مرحوم نے قادیانیت کے متعلق اپنی نظموں میں جو کچھ لکھا ہے وہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کے واسطہ سے نذرِ قارئین ہے۔ (مشتاق احمد چنیوٹی)

☆......☆......☆

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت قادیانی سازشوں کی نذر ہوگئی، حکومت نے مجاہدین ختمِ نبوّت پر بے دریغ گولیاں چلائیں، سیکڑوں افراد شہید و زخمی ہوئے، ہزاروں افراد نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت امیر شریعت اور مولانا ابوالحسنات قادری سمیت متعدد رہنماؤں کی زندگیوں سے کھیلنے کی سازش کی گئی، مولانا مودودی اور مولانا عبدالستار خان نیازی کو سزائے موت سنائی گئی جو کہ کچھ عرصہ بعد عوامی دباؤ پر حکومت کو منسوخ کرنا پڑی، یہ تحریک تو کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکی لیکن بے پناہ ظلم کرنے والی حکومت بھی قائم نہ رہ سکی۔ سیاسی سازشوں کا شکار ہوگئی۔ اس پس منظر میں آغا شورش نے ایک ساقی نامہ لکھا جس کا آخری بند یہ ہے:

پرانی سیاست گری خوار ہے　　فضا خانزادوں سے بیزار ہے
پرانے دنوں کا فسانہ کیا　　جبینیں گئیں آستانہ گیا
عروسِ چمن کو خزاں کھا گئی　　وزارت کو آہ و فغاں کھا گئی
سیاسی لٹیرے حیا لے گئے　　زر و سیمِ مہرِ وفا لے گئے
شہیدوں کے خونیں کفن بک گئے　　گل و لالہ و نسترن بک گئے
حیا باختہ ٹولیاں دے گئے　　گئے اور ہمیں گولیاں دے گئے

وزارت تو خیر اک بڑی بات ہے پلا ساقیا! چاندنی رات ہے

یہ صہبا بہ فرمانِ سرکار لا
مرے جام میں خونِ احرار لا

(کلیاتِ شورش، ص:۳۴۲۔۳۴۳)

آغا صاحب اپنی نظموں میں جا بجا قادیانی عقائد اور مرزا قادیانی کے کردار پر طنز کرتے نظر آتے ہیں

ہو شیار باش ختمِ نبوّت کے سارقو
تم میں ہر ایک شخص دنی ہے کمینہ ہے
اس کو حدیث اسمہٗ احمد سے واسطہ
جو نابکار بندۂ نانِ شبینہ ہے
وہ شخص جو ہے ظلّی نبوّت کا مدعی
طوفاں کے پیچ و تاب میں اس کا سفینہ ہے

(کلیاتِ شورش، ص:۲۳۷)

عجمی اسرائیل

کرۂ ارضی کی ہر عنوان سے تذلیل ہے
قادیاں! ما بینِ ہند و پاک اسرائیل ہے
میرا یہ لکھنا کہ ربوہ کی خلافت ہے فراڈ
خواجۂ کونین ﷺ کے ارشاد کی تعمیل ہے
دم بُریدہ ہفتگی، یک چشم گل اس کا مدیر
مصلحِ موعود کے الہام کی تکمیل ہے
اہلیہ مرزا غلام احمد کی اُمّ المؤمنین؟
ہے کہاں قہرِ خدا، قہر خدا میں ڈھیل ہے
کیا تماشا ہے پیمبر بن گیا عرضی نویس
گفتنی اجمال ہے، ناگفتنی تفصیل ہے
کاسہ لیسی کا حصارہ، مخبری کا زہرِ ناب
ان سیاسی مغبچوں کے خون میں تحلیل ہے

قادیاں والو! قیامت ہوں تمہارے واسطے
میرے رشحاتِ قلم میں صورِ اسرفیل ہے
میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے قادیاں کے باب میں
پارۂ الہام ہے آوازۂ جبریل ہے

(کلیات،ص:۱۰۲۴،۱۰۲۵)

جس سِیَہ رُو کو پچاس الماریوں پر ناز تھا
اس کے پیرو فطرتاً لابہ گری کرتے رہے

(کلیات،ص:۱۰۲۳)

قادیانی ایں جہانی لونڈے حیفا میں ہیں
کیا سبب ہے وہ قدم رکھتے نہیں ایران میں
بوالعطا کی گالیاں در ثمین کا اختصار
ہر مہینہ بس گھلا ہوتا ہے الفرقان میں
خوشہ چینانِ غلام احمد کی چگی داڑھیاں
جس جگہ پر ہوں کوئی مشکل نہیں پہچان میں

(کلیات،ص:۱۵۶۱،۱۵۶۲)

لابدی ہے قادیانی مسخروں کا احتساب
دو قدم آگے بڑھو، احرار کو آواز دو

(کلیات،ص:۱۵۸۵)

آغا صاحب نے قادیانیت کا سیاسی تعاقب کرتے ہوئے جس طرح قادیانیوں کے ناک میں دم کیا، اس کا تذکرہ آپ نے درج ذیل اشعار میں کیا ہے۔

آج کل ہیں قادیاں کے باب میں تیغِ دو دم
میری لَے ، میرا سخن ، میری زباں ، میرا قلم
میرے الفاظ و معانی میں بخاری کا جلال
نام سے میرے لرز اٹھتے ہیں ربوہ کے صنم

میں نے جب لکھے کبھی راحت ملک کے انکشاف
خاک میں رُل جائے گا محمود احمد کا بھرم
کاسہ لیسوں کی جبیں پر قادیاں کی خاک ہے
ہم مسلمانوں کی پیشانی پہ ہے نورِ حرم
عجمی اسرائیل کیا ہے میں بتاؤں گا ضرور
جانتا ہوں اہلِ ربوہ کے سیاسی پیچ و خم
قادیانی مسخرے کیا ہیں دروزی شام کے
ان کی پیدائش سے ناواقف ہیں صدرِ محترم
ان کا نصب العین استعمار کی لابہ گری
ان کے مؤقف کی روایاتِ کہن جور و ستم
عمر کی اس آخری منزل میں شورش مجھے
گاڑنا ہے ہر کہیں ختمِ نبوّت کا علم

(کلیات،ص:۱۵۸۶،۱۵۸۷)

پرانے چراغ گل کردو

فہمِ میں ختمِ نبوّت کا مقام آئے گا
شرط یہ ہے کہ ابوذر کی نظر لے کے چلو
جن کا خوں غازۂ ناموسِ پیمبر ٹھہرا
ان شہیدوں کے لیے لعل و گہر لے کے چلو
قادیاں پنجۂ احرار میں دم توڑ گیا
اس کی بربادئ کامل کی خبر لے کے چلو
ایک خود کاشتہ پودے کو خزاں چاٹ گئی
اپنی مشکور مساعی کا ثمر لے کے چلو
محو ہو جائے گا دزدانِ نبوّت کا گروہ
اپنے لہجہ میں بخاری کا اثر لے کے چلو

(کلیات،ص:۸۰۳)

لاہور کے بلدیاتی الیکشن میں احرار رہنما ماسٹر تاج الدین انصاری نے ایک قادیانی کو واضح اکثریت سے شکست دی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آغا صاحب یوں گویا ہوئے۔

ردائے قادیاں لاہور میں یوں پارہ پارہ ہے
رشید اختر کو تاج الدین انصاری نے مارا ہے
نبوّت کے گھرانے میں پڑی ہے کھلبلی شورش
بشیر الدین کا اک طفلِ لالہ فام ہارا ہے
”بہشتی مقبرہ“ کی ہڈیاں حیران و ششدر ہیں
بیک جنبش نشہ احرار نے ایسا اتارا ہے
ہمیشہ سر بکف بڑھتا رہا اسلام کا لشکر
ہمیشہ لشکرِ اسلام نے باطل کو مارا ہے
کہاں ہو قادیاں کے کٹ کھنو! امداد کو پہنچو
تمہارے ہارنے والوں نے رو رو کر پکارا ہے
پسِ دیوارِ زنداں ہو یا کنجِ لالہ و گل ہو
ہمیں یہ بھی گوارا ہے ، ہمیں وہ بھی گوارا ہے

(کلیات، ص:۸۴۶)

حرمین شریفین کی زیارت ہر مسلمان کا ایک حسین ترین خواب ہے۔ آغا صاحب عمرہ کے لیے ستمبر ۱۹۶۹ء میں تشریف لے گئے تو آغازِ سفر سے پہلے آپ نے کیف و سرور کے عالم میں کہا

ذرّہ ہوں آفتاب کو شرما رہا ہوں میں
شورش بعزمِ طوافِ حرم جا رہا ہوں میں
کاٹی ہے قید ختمِ نبوّت کے عشق میں
اپنی عقیدتوں کا صلہ پا رہا ہوں میں
اسلام دشمنوں سے لڑوں گا تمام عمر
اس آرزو میں میرِ اُمم آ رہا ہوں میں

(کلیات، ص:۱۰۹۹)

عمرہ کے فوراً بعد آپ نے کہا:

شورش اب دزدانِ نبوّت میری زد سے بچ نہ سکیں گے
اللہ سے یہ عہد کیا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر

(کلیات،ص:۱۱۱۶)

آغا شورش نے تحفظِ ختمِ نبوّت کے سلسلہ میں اپنے جذبات کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

ایک ایوانِ فلک بوس کے دربانوں میں
میں بھی ہوں ختمِ نبوّت کے نگہبانوں میں
شاتمِ سیّدِ کونین کا خوں جائز ہے
آج تک بھی یہی جذبہ ہے مسلمانوں میں
دوستو آؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نچھاور کر دیں
تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں

(کلیات،ص:۷۳۰)

یوں تو ہیں ختمِ نبوّت کے علمدار بہت
لیکن اس عشق میں شورش سرِ میداں نکلا

(کلیات،ص:۱۱۳۵)

اہلِ ربوہ کے اجیروں کو بخار آنے لگا
جب کیا میں نے زمینِ قادیاں پر تبصرہ

(کلیات،ص:۱۶۶۸)

قادیانیت کو دی ہے میں نے ایسی پٹخنی
ہر غلامِ سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ہے

(کلیات،ص:۱۷۸۵)

۱۹۵۳ء کی تحریک میں مجاہدینِ ختمِ نبوّت پر حکومت نے ظلم وتشدد کی انتہا کر دی تھی، عشاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر گولیوں کی بارش برسا کر ہزاروں افراد کو شہید کر دیا گیا۔ ریاستی جبر کے بوجھ تلے تحریک دب کر رہ گئی۔ آغا صاحب ان واقعات کی یاد تازہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

خاکِ لاہور کی توقیر بڑھانے والے
گولیاں تانے ہوئے سینوں پہ کھانے والے

جبر کا نام زمانے سے مٹانے والے
صبرِ ایوب کی تصویر دکھانے والے
گردنیں عشقِ پیمبر میں کٹانے والے
دھجیاں لشکرِ باطل کی اڑانے والے
دغدغہ طارقؓ و بوذرؓ کا دکھانے والے
طنطنہ دین فروشوں کا مٹانے والے
پرچمِ سیدِ کونین ﷺ اڑانے والے
قرنِ اوّل کی روایات دکھانے والے
سربکف عرصۂ پیکار میں آنے والے
جان تک ختمِ نبوّت پہ لٹانے والے
قتل گاہوں میں شہیدوں کا لہو بول اٹھا
سر کٹاتے ہیں محمد ﷺ کے گھرانے والے
بچ نہیں سکتے کبھی قہرِ خدا سے شورش
خونِ احرار سفینوں میں لٹانے والے

(کلیات،ص:۸۰۲)

تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کا منشور اور حاصلِ زیست ہے، اپنی جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ آغا صاحب اس حوالہ سے لکھتے ہیں۔

وہ شخص جو شہِ کونین ﷺ پہ فدا ہی نہیں
حیات و موت کی لذت سے آشنا ہی نہیں
سنبھال مجھ کو رسالت مآب کی چوکھٹ
ترے بغیر مرا کوئی آسرا نہیں
انہیں کا ہو کے جیوں اور انہیں کی رہ میں مروں
اس آرزو کے سوا کوئی مدعا ہی نہیں
پڑی ہے کان میں جب سے حدیثِ عشقِ رسول ﷺ
تو اس کے بعد کسی چیز میں مزا ہی نہیں

یہ ہے حضورﷺ کا فیضانِ تربیت شورش
جو اُن کا ہو گیا اس جیسا دوسرا ہی نہیں

(کلیات، ص:۱۲۹۹، ۱۳۰۰)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے کہ حق باطل پر غالب آ کر رہتا ہے اور تاریخ کے اوراق بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں۔ اسی پس منظر میں شورش کے افکار ملاحظہ فرمائیں۔ نظم کا عنوان ہے ''مٹ گئے''

او خدایانِ چمن! خنجرِ برّاں روکو!
ہم ہیں تاریخ کی توقیر بڑھانے والے
ہم نے ہر دور کو اندازِ جنوں بخشے ہیں
ہم ہیں اسلام کی تلوار اٹھانے والے
اپنے انجام کی تعزیر سے غافل نہ رہیں
ناصر احمد کی سکیموں کو چلانے والے
چھے مہینے کی خدائی تو کوئی بات نہیں
میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں جانے والے

(کلیات، ص:۱۴۰۶، ۱۴۰۷)

اپریل ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو آغا صاحب فرطِ مسرت میں یوں گویاں ہوئے۔

صبا کے دوشِ نازک پر خبر آئی الحمد للہ
جداگانہ اقلیّت ہیں مرزائی الحمد للہ
پڑی ہے کھلبلی ربوہ کے ایوانِ خلافت میں
بہشتی مقبرے پر برق لہرائی الحمد اللہ
حکیمِ شرق کی اک آرزو پوری ہوئی آخر
مراد اسلام کے بیٹوں کی بر آئی الحمد للہ
علم لہرائے گا ہر آن توحید و رسالت کا
مسلمان لے رہے ہیں پھر سے انگڑائی الحمد للہ
فضا میں اُڑ رہی ہیں دھجّیاں ظلّی نبوّت کی
اکٹھے ہو گئے اک صف میں بطحائی الحمد اللہ

نبوّت قادیاں کی سرزمیں میں؟ توبہ توبہ کر
نتیجہ کیا ہے؟ اس ٹولے کا۔ پسپائی الحمد للہ
نبی ﷺ کے نام کا ڈنکا بجے گا ہر کہیں شورش
خدا کے دشمنوں کی ہو گی رسوائی الحمد للہ

(کلیات،ص:۱۵۲۰،۱۵۲۱)

ظلّی نبوّتوں کا جنازہ نکل گیا
دیکھی ہے تاب لشکرِ خیر الانام کی

(کلیات،۱۵۲۳)

۱۹۷۳ء میں قادیانیوں نے بلوچستان کے علاقہ فورٹ سنڈیمن (ژوب) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا وہاں قرآن مجید کے محرّف نسخے تقسیم کیے۔اس پر وہاں کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے، تحریکِ چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو وہاں سے نکلنا پڑا، آغا صاحب ان واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آئے تھے جو قط لگانے کے لیے قرآن میں
موت واقع ہو گئی اُن کی بلوچستان میں
فورٹ سنڈیمن کے جی داروں نے اُلٹی ہے بساط
اپنے بل بوتے پہ ان اشرار کی بولان میں
ذلّہ خوارانِ غلام احمد کی بھد اُڑتی گئی
خار و خس رکتے کہاں ؟ اسلام کے طوفان میں
شک نہیں شورش کہ ہیں قربِ قیامت کا جواز
ایک متنبی کے پیروکار پاکستان میں

(کلیات،ص:۱۵۶۱،۱۵۶۲)

اُمّتِ محمدیہ نے قادیانیت کے خلاف وہ معرکہ آرائیاں کی ہیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔خود آغا صاحب کا بھی اس محاذ پر ایک عمدہ کردار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے تجدیدِ عہدِ وفا کرتے ہوئے جو اعلان کیا اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

سرورِ کونین ﷺ کی خاطر فنا ہو جاؤں گا
میں نثارِ سیّدِ خیر الوریٰ ہو جاؤں گا

قادیاں کیا ہے ؟ غلاظت عہد استعمار کی
اس کی شہ رگ کے لیے پیکِ قضا ہو جاؤں گا
ناصر احمد میرزا کے روبرو پیلوں گا ڈنڑ
غازیانِ سربکف کا رہنما ہو جاؤں گا
فکر ہے کوئی تو شورش عاقبت کی فکر ہے
اس تگ و دو میں محمد ﷺ پر فدا ہو جاؤں گا

(کلیات،ص:۱۵۶۸،۱۵۶۹)

اہلِ ربوہ کی رگِ جاں کے لیے خنجر ہوں میں
فرقۂ باطل کو پیغامِ قضا ہو جاؤں گا

(کلیات،ص:۱۶۱۷)

ایک مقام پر وہ ملک وملّت اور دین کے بہی خواہوں کو مشورہ دیتے نظر آتے ہیں۔

لشکرِ طاغوت کے چھکے چھڑاتے جایئے
خدمتِ اسلام کے نقشے بناتے جایئے
خوفِ غیر اللہ کیا ہے ؟ جانکنی ایمان کی
چھوڑیے ہر خوف ، اٹھیے ، دندناتے جایئے
قادیاں کے مسخرے کی بھد اُڑانے کے لیے
خواجۂ کونین ﷺ کا ڈنکا بجاتے جایئے
دس مخنث مل کے بھی اک مرد بن سکتے نہیں
اس کہانی کا پس منظر بتاتے جایئے
گنبدِ خضریٰ کا سایہ کام آئے گا ضرور
حضرتِ شورش قدم آگے بڑھاتے جایئے

(کلیات،ص:۱۵۸۰،۱۵۸۱)

آپ ذوالفقار علی بھٹو کو مشورہ دیتے ہیں:

جنابِ صدر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں
حضور! نامِ خدا! اہلِ قادیاں سے بچو

(کلیات،ص:۱۵۹۱)

قادیانیت نے مرزا قادیانی کو سلطان القلم قرار دے کر علم و ادب کا جس طرح مذاق اڑایا ہے وہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ آغا صاحب اس سانحہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

مرزائیوں سے دینِ محمد ﷺ میں اختلال
اردو زباں ہے ان کی خرافات سے علیل

(کلیات،ص:۱۶۱۱)

قادیانیت استعماری طاقتوں کے زیرِ سایہ جس طرح پنپ رہی ہے آپ اس کا علاج یہ تجویز کرتے ہیں۔

لرز جائے زمینِ قادیاں جس کے تہوّر سے
اب ایسے انقلاب اور نشانوں کی ضرورت ہے

(کلیات،ص:۱۶۳۳)

غلام احمد کی اُمّت خوانِ استعمار تک پہنچی
اب اس کے بعد اس کو بدزبانوں کی ضرورت ہے

(کلیات،ص:۱۶۳۳)

ربوہ قادیانیوں کے لیے ایک ویٹیکن سٹی کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ ملکی سالمیت کے خلاف سازشوں کا مرکز رہا۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے کسی مسلمان کو قادیانی سربراہ کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ آغا صاحب اس پس منظر میں نعرۂ حق بلند کرتے ہیں۔

اس نامراد شہر کی ہیبت مٹائے جا
ربوہ غلط مقام ہے ، اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا
اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمد ﷺ سے انتساب
ان کے حضور عشق کے دیپک جلائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی
ہر ایک دوں نہاد کو رہ سے ہٹائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر
ان کے ہر ایک راز کا پردہ اٹھائے جا

شورش قلم کی خارا شگافی کے زور پر
نسلِ نوی کو خواب گراں سے جگائے جا

(کلیات،ص:۱۶۳۴،۱۶۳۵)

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا پر قادیانیوں کے تشدد کے نتیجہ میں ملک بھر میں ایک زبردست تحریک چلی اور بالآخر بھٹو حکومت نے قادیانیت کے خلاف فیصلہ کے لیے سات ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔ آغا صاحب نے تحریک کے دوران مسلمانوں کو مخاطب ہو کر کہا۔

اے مسلماں صورتِ حالات سے حیراں نہ ہو
آ گئی نزدیک منزل ، ہوش کی پونجی نہ کھو
باغباں سے موسمِ صرصر میں کہنا ہے مجھے
اس چمن میں لالہ و گل کی جگہ کانٹے نہ بو
سید الکونین ﷺ کی پھٹکار اس ملعون پر
جس کے دل میں ہے نبوّت کا تصوّر گو مگو
جان کی بازی ہے اور ختمِ نبوّت کا سوال
فیصلہ ہو کر رہے گا اس مہینے سات کو

(کلیات،ص:۱۶۴۵،۱۶۴۶)

اور جب بھٹو دور کی قومی اسمبلی نے ایک طویل بحث مباحثہ اور قادیانی و لاہوری گروپ کے سربراہوں پر جرح کرنے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا تو آغا صاحب نے عالمِ وجد میں درج ذیل اشعار ذوالفقار علی بھٹو کی نذر کیے۔

ناموسِ مصطفیٰ کے نگہدار زندہ باد
میرِ اُمم کے غاشیہ بردار زندہ باد
نوّے برس کا ایک قضیّہ کیا ہے طے
بادہ گسارِ احمد مختار ، زندہ باد
سر کر لیا ہے ختمِ نبوّت کا معرکہ
زندہ دلانِ لشکرِ احرار ، زندہ باد
پرچم ہے سرفراز رسالت مآب کا
لایا ہے رنگ جذبۂ ایثار ، زندہ باد

از بسکہ ذوالفقار علی بے نیام ہے
خنجر بکف ہے قافلۂ سالار ، زندہ باد
برطانوی نژاد نبوّت کا ارتحال
نرغے میں آ گئے ہیں سیہ کار ، زندہ باد
بھٹو کا نام زندۂ جاوید ہو گیا
شورش شکست کھا گئے اشرار ، زندہ باد

(کلیات،ص:۱۶۴۹،۱۶۵۰)

قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلہ کے بعد قادیانیت پہ کیا گزری؟ اس کی نقشہ کشی اس طرح کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کی صبح نزدِ شام ہے
ناصر احمد کی غزل گوئی سبک انجام ہے
اک فسانہ ساز اُمّت ہو گئی اتنا غفیل
خواجۂ گیہاں کا پاکستان کو انعام ہے
اپنی پیدائش سے جو انگریز کے جاسوس تھے
میرے ہاتھوں ہی سے ان کی مرگِ بے ہنگام ہے

(کلیات،ص:۱۶۵۴)

(جاری ہے)

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان
31 اکتوبر 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961